

شہر۔ اب اگر ایسا ہوا کہ یہ زنجیریں ہمارے بزرگوں کی مخالفت کے باوجود ٹوپیں۔ اور ٹوشا تو انہیں بے ہی۔ اور اسلامی ذہن جامد کا جامد ہی رہا، اور اس نے آج بھی نئے زمانے اور اس کے تھانوں کو پہلے کی طرح تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ موجودہ اور آئندہ نسلیں ذہنی جبرد اور معاشرتی زنجیریں کو غلطی سے اسلام سمجھنے لگیں گی اور چونکہ صنعتی اعلاب کی وجہ سے ان کا ختم ہوتا ضروری ہے۔ اس لئے طریقہ ہے کہ مبدأ آئین ہمارے بزرگوں کے اس رویے سے قوم کے اسلامی شعور پر زندہ رہے۔ اور نئی ابھرتی ہوئی قومی اسلام کو آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی راہ میں سلک گران سمجھنے لگیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے : - مُرِيدُ بَكْمَ الْيَسِ وَ لَا يَرِيدُ بَكْمَ الْعَسْرِ۔ اس لفاظی میں تھا کہ اسی طریقے سے سختی نہیں چاہتا ہے، سختی ہے اسی طریقے سے۔ مہنگا "معارف" کے ایک مضمون یعنوان "فناوزمانہ اور عمومی بلوی" میں "جو فکر و نظر" میں نقل کیا جا رہا ہے، مولانا مجیب اللہ ندوی نے اسی مسئلے پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسلامی شریعت نے معاملاتی اور تبدیلی امور میں غیر معمولی مشقت سے بچانے کے لئے آسانیاں پیدا کی ہیں تاکہ شریعت کی دوامی حیثیت محفوظ رہے اور وہ بالکل یہ معطل نہ ہو کر رہ جائے۔ مولانا موصوف نے "نشرالعرف" (رج ۲ ص ۱۲۵) سے ایک اقتباس بھی دیا ہے، جس کا ارد و ترجمہ یہ ہے :

حالات کے بدلنے سے احکام کی تبدیلی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ جب کوئی تنگی کی صورت پیدا ہو جائے تو اس میں وسعت ہوتی ہے تکلیف حتی الامکان رفع کی جاتی ہے۔ ضرورت شریعت کے قواعد سے مستثنی ہوتی ہے۔ مشقت آسانی لاتی ہے۔ ضرورتیں ممنوع پیغما بر کو مباح کر دیتی ہیں ۔

ذیجیے کے احکام کے سلسلے میں ڈاکٹر فضل الرحمن نے جو کچھ کہا، یا "نکر و نظر" میں جو کچھ لکھا گیا، اس کی تائید میں بعض صحابہ کرام کے اقوال، کمی ایک مجتہدین کی آراء اور بہت سے فقہاء کے فتویے مذکور ہوتے ہیں۔ اس دور کے دو بہت بڑے علماؤں شیخ محمد عبده اور شیخ سید رشید رضا نے اور آخر الذکر کو تربارے سلفی بزرگ ایک امام کا درجہ دیتے ہیں، اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے، اسی کو خاص طور سے اس مسئلے میں مدار علیہ بنایا گیا ہے۔ اور ان کے اقوال سند کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ ان سب اقوال